REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹ — شمارہ ۸

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل
نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ:- ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۴ شعبان ۱۴۱۰ ہجری   یکم امان ۱۳۶۹ ہش   یکم مارچ ۱۹۹۰ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے متواتر دعائیں جاری رکھیں ؛

خطبہ جمعہ

الفضل میں میں جو مطالعہ آجکل کر رہا ہوں اس پہلو سے سب سے زیادہ حسین چیز مجھے یہی دکھائی دے رہی ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے اقتباسات کو چن کر پہلے صفحہ پر شائع کیا جاتا ہے

جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدا رسیدہ شخصیت نمایاں ہوتی ہے اور با خدا بنانے والی شخصیت نمایاں ہوتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۶ اخاء ۱۳۶۸ ہش مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ ناظرین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خدا تعالیٰ جن بندوں کو مبعوث فرماتا ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح کریں وہ اصلاح کے اس کام کو مختلف رنگ میں سرانجام دیتے ہیں۔ اور دو پہلوؤں سے، دو جہتوں سے ان کے اصلاحی کام نمایاں طور پر الگ الگ اور ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ دونوں ہی جہاد ہیں۔ مگر جہاد کی دو الگ الگ قسمیں ہیں۔

ایک اصلاحی کام تو غیروں سے مخاطب ہو کر کیا جاتا ہے اور اسے مجادلہ بھی کہتے ہیں۔ یعنی جب غیر اپنی قوتِ بازو سے خدا کے پیغام کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے اور اس سچائی پر طرح طرح کے حملے کرتا ہے تو جو جوابی کارروائی خدا کے مبعوث بندوں کی طرف سے کی جاتی ہے اسے ہم مجادلہ کہتے ہیں، غیروں کے ساتھ اور جہاد بھی اسی کا نام ہے۔ لیکن جہاد کی ایک قسم ہے۔ عرفِ عام میں جہاد کو انہی معنوں میں محدود سمجھا گیا ہے۔ حالانکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ جہاد کی محض ایک قسم ہے۔

اصلاح کا دوسرا ذریعہ نیک نصیحتیں ہیں۔ اس میں غیر بھی مخاطب ہوتے ہیں اور اپنے بھی۔ اور ان کا رخ زیادہ تر اپنوں کی طرف ہوتا ہے۔ پس

یہ دو نمایاں پہلو ہیں

دو الگ الگ دکھائی دینے والے میدان ہیں۔ جن میں انبیاء اپنی پوری کوششیں صرف کر دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں ہی جہاد کی قسمیں ہیں۔ جہاں تک جہاد کی پہلی قسم کا تعلق ہے، میں نے تاریخ انبیاء کا جو جائزہ لیا ہے تو بڑی نمایاں طور پر یہ حقیقت میرے سامنے آئی کہ انبیاء پر سب سے زیادہ حملے پہلی قسم کے جہاد کے میدان میں ہوتے ہیں۔ یعنی مراد میری یہ نہیں کہ جب وہ مجاہدہ کر رہے ہوتے ہیں یا مجادلہ کر رہے ہوتے ہیں تو اس وقت دشمن ان پر حملے کرتا ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ جب یہ دور ختم ہو جاتے ہیں تو بعد میں آنے والی نسلیں بھی نسلاً بعد نسلٍ خدا کے ان مرسل بندوں کے جہاد پر حملے کرتی ہیں۔ اور ان کے کردار کو ایک خشونت کا کردار بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور انہیں جبر کا مدعی بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں۔ اور انہیں اس طرح دنیا کے سامنے ظاہر کرتی ہیں جیسے وہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو اپنے زورِ بازو کے ساتھ اور قوتِ شمشیر سے دنیا میں غالب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اسی قسم کا اعتراض ان کے اس مجادلے پر بھی اطلاق پاتا ہے جو مجادلہ زبان کا مجادلہ ہوتا ہے۔ کلام کا مجادلہ ہوتا ہے۔ اس میں منطق اور دلائل کی رو سے اور انبیائے گذشتہ کے کردار کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے دشمن سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ یہ مجادلہ ایک پہلو سے مناظرہ بھی کہلاتا ہے۔ اور کبھی

یہ مباہلے کا بھی رنگ اختیار کر جاتا ہے۔

چنانچہ جب خدا کے مرسل بندے مناظروں اور مباہلوں میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ اسی قسم کا جہاد ہے جیسے قتال کے میدان میں جہاد کیا جاتا ہے۔ اور اس جہاد کا اس

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

دوسرے جہاد سے ایک نمایاں فرق ہے جو خالصتہً نفیحت کا جہاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی پر آپ غور کرکے دیکھیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیک وقت یہ دونوں جہاد سرانجام دیئے۔ اور سب سے زیادہ حملہ دُشمن کی طرف سے آپ کے اِس جہاد پر ہوا ہے جو غیروں کے ساتھ قِتال کی صُورت اختیار کرگیا۔ اور دیکھنے والوں نے اور مؤرخین نے آپؐ کی ذاتِ اقدس پر جتنے حملے کئے وہ اِس جہاد کے میدان میں کئے ہیں۔ اور دُنیا پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا آپ جبر کے قائل تھے۔ آپ زورِ شمشیر سے اپنے پیغام کو پھیلانے کے حق میں تھے۔ اور آپ نے جو کچھ بھی فتوحات حاصل کیں وہ جبر کی قوت سے حاصل کی ہیں۔ یہی مضمون مناظرے اور مباہلے کے جہاد پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر بھی جتنے حملے ہوئے ہیں اُن کی بھاری تعداد، ان کی بھاری اکثریت اس جہاد سے تعلق رکھتی ہے جو آپ نے مناظروں اور مباہلوں کی صُورت میں غیروں سے کیا ہے۔ چنانچہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُوپر حملے کرنے والوں کی کتب کا مطالعہ کرکے دیکھیں، آپ کی اکثر اُن تحریروں پر اعتراضات ملیں گے جو آپ نے اِس مجادلے کے دَوران یعنی مناظرے کے دوران اور مباہلے کے دَوران دُشمن کے مقابل پر لکھیں اور وہاں آپ پر خشونت کا، سختی کا، سخت کلامی کا اور کئی جگہ نہایت بداخلاقی کے الزام لگائے گئے ہیں۔ پس یہ دونوں قِسم کے الزام دراصل ایک ہی نوعیت کے ہیں۔

وہ انبیاء جن کو خدا نے تلوار سے اپنے دفاع کی اجازت دی، اِس لئے کہ تلوار سے ان پر حملے ہو رہے تھے، انہوں نے جب تلوار سے جواب دیا تو بعد میں آنے والے دُشمنان نے وہ پہلو نظر انداز کر دیا جسے دُشمن نے اختیار کیا تھا۔ اور اس میں پہل کی تھی۔ دُشمن کی سب زیادتیاں بھُلا دیں۔ تاریخ کا وہ حصّہ جس میں دُشمن سراسر ظلم کرتا ہُوا، تعدّی کرتا ہُوا دِکھائی دیتا ہے۔ اِس پر اس طرح ہاتھ رکھ دیا گویا وہ تاریخ کا باب ہی کوئی نہیں۔ اور صرف اُن صفحات کو اُبھارا ہے جن پر انبیاء کی جوابی کارروائی درج ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جارہا ہے۔ آپ کے مناظرے کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے جب دُشمن کی سختیوں کے جواب میں آپ سختی کرتے ہیں۔ جب دُشمن کے حملوں کے جواب میں آپ بعض قِسم کی حکمتِ عملی سے کام لیتے ہیں تو وہی دُشمن پھر اِس پہلو پر بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ اور اِس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار کو داغ داغ کرکے دُنیا کے سامنے دِکھانے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع میں جماعتِ احمدیہ جو عالمی جہاد کر رہی ہے، اس کا بڑا حصّہ اِسی میدان سے تعلق رکھتا ہے۔ سلمان رُشدی نے جو کچھ گند اُچھالا یا اُس سے پہلے دوسرے مُستشرقین جو گند اُچھالتے رہے ہیں، اُن میں نمایاں پہلو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کردار پر جبر کے الزام سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کس طرح آپ نے خونریزی سے کام لیا۔ کس طرح آپ نے دُشمنوں کو اپنی قوتِ بازو سے ذلیل اور رُسوا کر دیا اور پھر فتوحات کے بعد اُن کے نزدیک بہت سی اِنتقامی کارروائیاں کیں۔ اُن کے نزدیک، آپ کے بعض ایسے غزوے بھی ہُوئے جن میں دُشمن کی طرف سے بظاہر پہل نہیں تھی۔ اور آپ نے دُشمن کے مقابل پر بڑی شِدّت اختیار کی۔

غزوۂ خیبر سے

اِسی طرح مدینے میں یہود کے ایک قبیلے کو سزا دینے کا معاملہ ہے۔ یہ سارے معاملات وہ ہیں جو اسی میدانِ جہاد سے تعلق رکھتے ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اور جس پر بعد ازاں دُشمن مُسلسل حملہ کرتا چلا جاتا ہے اور وہ جہاد ایک نئی شکل میں بعد میں جاری ہوجاتا ہے۔ انبیاء کی جماعتیں پھر اس دفاع میں مصروف ہوتی ہیں اور دُشمن کے ہر حملے کو غلط اور بے معنی اور بے حقیقت دِکھانے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی شدت کے ساتھ یہ جہاد کیا تھا اور آپ پر جو حملے ہُوئے وہ بھی اسی جہاد پر ہُوئے ہیں۔ اِس مضمون کو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جہاد کے تعلق سے مِلا کر دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عجیب کردار نظر کے سامنے اُبھرتا ہے۔ آپ پر جتنے حملے ہُوئے،

وہ اپنے آقا کے جہاد کے دفاع کے میدان میں ہوئے ہیں

اور سب سے زیادہ سخت حملے بدقسمتی سے خود مُسلمان علماء نے آپ پر کئے۔ چنانچہ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج دُنیا میں حضرت مسیحؑ کی ہتک کرنے والے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اور عیسائی ممالک میں خصُوصیت کے ساتھ بکثرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ اقتباسات پھیلائے جارہے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے قول کے مطابق، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بڑے سخت حملے کئے ہیں۔ اور آپ کو نعوذ باللہ من ذالک ایک بدکردار انسان کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ یہ وہ میدانِ جہاد ہے جس کے متعلق کچھ روشنی ڈالنی ضروری ہے۔ اور ایک فرق کرکے دِکھانا ضروری ہے تاکہ جب بھی جماعتِ احمدیہ کو خصوصاً مغرب میں ایسے معاملات سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ اِس حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھ جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کونسی حکمتِ عملی استعمال فرمائی، کیوں سختی کی۔ اور اِس سختی کی بُنیاد کیا ہے؟ بُنیاد وہی ہے جس کا میں ذِکر کرچکا ہوں۔ عیسائی دُنیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد پر حملہ آور ہوتی تھی اور اِس کے علاوہ آپؐ کے ذاتی کردار پر حملہ آور ہوتی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ بات برداشت کرنا کسی طرح ممکن نہیں تھی۔

ایسی شدید محبّت تھی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات سے کہ آپ کی محبّت میں آپ فنا تھے۔ اِس کے مقابل پر کوئی دُوسری چیز آپ کو دِکھائی نہیں دیتی تھی۔ پس کیسے ممکن تھا کہ دُشمن کی طرف سے ایسے گندے اور شدید حملے مسلسل کئے جاتے رہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہیں۔ یہ وہ دَور ہے جبکہ برطانوی حکومت کا تقریباً تمام دُنیا پر راج تھا۔ یعنی اِس حد تک دُنیا پر راج تھا کہ اُن کا سُورج دُنیا میں طلُوع نہیں ہوتا تھا۔ دُنیا کا کوئی نہ کوئی حِصّہ ایسا ضرور تھا، اس کے طُول و عرض میں جہاں برطانیہ کی حکومت کا عمل دخل تھا۔ اور ایسے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاد کا نقشہ ذرا ذہن میں جما کر دیکھیں۔ ایک ایسے مُلک میں پیدا ہُوئے جو نہ صرف غُلام مُلک تھا بلکہ دُنیا کے ممالک میں ایک بالکل بے طاقت اور بے حیثیت مُلک بن چکا تھا۔ جہاں مُسلمانوں کا حال بھی یہ تھا کہ آئے دِن پنجاب میں مثلاً وہ سِکھ جو اِس دَور میں چھوٹی چھوٹی مطلق العنان ریاستیں بنا بیٹھے تھے۔ اور آپس میں بھی لڑتے تھے اور مُسلمانوں کے خلاف بھی نبرد آزما تھے۔ وہ مسلمانوں پر اس قدر شدید مظالم کر رہے تھے کہ اُن کے دِفاع میں اُن کی طرف سے لڑنے والا کوئی نہیں تھا۔ کوئی اُن کو امن دینے والا نہیں تھا۔ کوئی ان کی بات سُننے والا نہیں تھا۔ اور نہایت ہی مفلوک الحال زندگی بسر کر رہے تھے۔ دُوسری طرف ہندوستان میں انگریز نے چونکہ قبضہ کرلیا تھا، اِس لئے ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابل پر اُٹھا رہا تھا۔ اور ہندو بھی بہتر حکمتِ عملی کو اپناتے ہُوئے انگریزی تعلیم میں ترقی کر رہے تھے۔ انگریزوں کے ساتھ اُس زمانے میں بکثرت ہاں سے ہاں ملاتے ہوئے ان کی حکومت میں ان کے مددگار بن رہے تھے۔ چنانچہ

تعلیم کے تمام میدانوں میں مُسلمان پیچھے رہ گئے۔

اور ہندو آگے نکل گئے۔ اور اس کے نتیجے میں انگریزوں نے اپنی حکومت چلانے کے لئے جو ہندوستانی کارندے استعمال کئے اُن پر ہندوؤں کی بڑی بھاری اکثریت تھی۔ ایسی حالت میں آپؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان کیا کہ مجھے خدا نے عیسائیت کے خلاف نبرد آزما ہونے کے لئے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اب آپ دیکھئے کہ کیسی کسمپرسی کی حالت ہے۔ ہندوستان جیسے مغلوب ملک میں ایک ایسی قوم سے تعلق رکھنے والا شخص جو خود اس ملک کے اندر بھی مغلوب ہو چکی ہو اور پھر ایسے علاقہ میں پیدا ہُوا ہو جہاں چاروں طرف جبر کی ایسی حکومت ہو کہ وہاں مسلمانوں کو دم مارنے کی اجازت نہ ہو، کام یہ سپرد ہو گیا کہ دُنیا کی سب سے بڑی طاقتور حکومت کے مذہب کے خلاف تم نے جہاد کرنا ہے اور جہاد بھی ایسی قوم سے کرنا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر حملوں میں نہایت درجہ بے رحم اور ظالم تھی۔ اور ایسے سفاکانہ حملے کرتے تھے کہ کوئی مومن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے معمولی محبت بھی رکھتا ہو، وہ بھی اُن حملوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دِل جو ہمیشہ عشق میں پگھلا ایک سمندر بنا رہتا تھا، آپ کے لئے اندازہ کریں کہ کتنی مشکل درپیش ہوگی۔ ایسے موقعہ پر آپ نے ایک ایسی عظیم الشان حکمتِ عملی سے کام لیا ہے کہ بعد میں آنے والا مؤرخ اس کو حیرت سے دیکھے گا۔ اور میدانِ جنگ کے کارناموں میں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکمتِ عملی کو اتنے عظیم الشان خراجِ تحسین آئندہ دُنیا میں پیش کئے جائیں گے کہ مجادلے اور مناظرے کے میدان میں اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہوگی۔

اب دیکھئے۔ سب سے پہلی حکمتِ عملی آپ نے یہ اختیار فرمائی کہ انگریز کی حکومت کو عیسائیت سے الگ اور ممتاز کر کے دکھا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک عیسائیت کا تعلق ہے

یہ دجلِ خالص ہے

دھوکہ اور فساد ہے۔ ظُلم ہی ظُلم ہے۔ اندھا مذہب ہے۔ اس میں کوئی جان نہیں، کوئی حقیقت نہیں۔ خدا کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ خُدا ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ اس قدر شان کے ساتھ اسلام کو عیسائیت کے مقابل پر پیش کیا اور اس قوت کے ساتھ عیسائیت کے دجل والے پہلو پر حملے کئے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ انگریزی حکومت کے متعلق فرمایا کہ یہ امن کی علمبردار ہے۔ یہ انصاف پر قائم ہے۔ اور انصاف کو قائم کرنے والی حکومت ہے۔ اس نے مسلمانوں کو دوبارہ وہ حقوق عطا کر دیئے ہیں جو ایک لمبے عرصے سے مسلمانوں سے چھینے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزوں کی جہاں بھی تعریف کی، اِس پہلو سے کی۔ اور اس مجادلے میں جب آپ اِن دونوں چیزوں کا موازنہ کرتے ہیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ تعریف ان باتوں کی کی جو حق تھیں۔ اور کہیں بھی چاپلوسی سے کام نہیں لیا۔ ملکہ وکٹوریہ کو اس زمانے میں دُنیا میں یہ شہرت حاصل تھی اور انگلستان کے تمام حکمرانوں میں اُسے ہمیشہ یہ امتیاز حاصل رہے گا کہ وہ ایک رحم دِل، مشفق ملکہ تھی جو انصاف پر قائم تھی اور مظلوموں کی مدد کرنے والی تھی۔ اور مظلوموں کے لئے ہمدردی رکھتی تھی۔ اور مذہبی معاملے میں خصوصیت کے ساتھ اُس نے انصاف کو قائم کیا۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں سے معاملہ کرنے میں کوئی تفریق نہیں کی۔ یہ وہ پہلو ہیں جن کے متعلق دُنیا کا ہر مؤرخ ہمیشہ یہی گواہی دیتا چلا جائے گا اور کوئی متعصب سے متعصب انسان بھی ملکہ وکٹوریہ پر یہ داغ نہیں لگا سکتا کہ اُس نے انصاف کا دامن چھوڑا ہو یا اُس نے مسلمانوں اور عیسائیوں میں اس پہلو سے تفریق کی ہو کہ اُس کا مذہب اور ہے اور اِس کا مذہب اور ہے۔ یہاں تک کہ

ملکہ وکٹوریہ پر بعض عیسائیوں نے یہ الزام تو لگائے کہ یہ اندر اندر مُسلمان ہو رہی ہے۔

اور مولوی عبد الکریم نامی ایک شخص سے قرآن کریم پڑھتی ہے۔ اور اسلامی تعلیم پڑھتی ہے۔ اور اس کا دِل بیچ میں سے مُسلمان ہو رہا ہے۔ لیکن کبھی کسی نے یہ الزام نہیں لگایا کہ یہ مسلمانوں کی دُشمن ہے۔ اور بطورِ خاص عیسائیت کے مقابل پر مُسلمانوں کو کُچلنا چاہتی ہے۔ اِس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تعریف کرنا کہ یہ حکومت امن کی علمبردار ہے۔ انصاف کی علمبردار ہے۔ اِس نے مسلمانوں کو وہ حقوق دے دیئے کہ اِس حکومت کے سائے کے نیچے رہتے ہُوئے پھر بھی یہ اسلام کا دفاع کریں۔ اِس پہلو سے آپؑ نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کو خدا کا سایہ قرار دیا۔ اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ خُدا کا سایہ اِنہی باتوں سے تو پہچانا جاتا ہے۔ بدامنی تو خدا کا سایہ نہیں ہو سکتی۔ ظُلم اور تعدّی تو خدا کا سایہ نہیں کہلا سکتے۔ نا انصافی کو کون خدا کا سایہ کہتا ہے۔ خُدا کے سائے اُس کی صفات سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور خُدا کی صفات جہاں انسان میں بھی ظاہر ہوں وہ خُدا کے سائے کے طور پر ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں جہاں ملکہ وکٹوریہ کو خدا کا سایہ رکھنے والی ملکہ قرار دیا، وہاں یہ تشریح فرمائی کہ کیوں یہ خدا کا سایہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ انصاف کی علمبردار ہے۔ یہ مُسلمانوں سے حُسنِ سلوک کرنے والی ہے۔ اپنے مُلک میں مُسلمانوں کو عیسائیت کے خلاف جہاد کرنے کی اجازت دینے والی ہے۔ اور ہر طرح سے غریب پروری کرنے والی اور مظلوموں کی ہمدرد ہے۔ یہی صفات ہیں جو خدا کا سایہ کہلاتی ہیں۔ اور بھی خدا کے بہت سے سائے ہیں۔ لیکن اِس پہلو سے یقیناً ملکہ وکٹوریہ کی ذات میں بعض اعلیٰ صفات تھیں۔ جب وہ اِس سلطنت میں جاری ہوئیں تو خُدا کے سائے کے طور پر جاری ہوئیں۔ مُسلمان علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو حملے کئے ہیں وہ اسی جگہ کئے ہیں۔ اِنہیں اُمور پر کئے ہیں جہاں آپ اِسلام کے حق میں جہاد کر رہے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دفاع کر رہے تھے۔ اِس مضمون میں آگے بڑھ کر آپ دیکھیں کہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مُسلسل عیسائیت سے نبرد آزما رہے۔ اور عیسائیت کے متعلق کسی ایک جگہ بھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ عیسائی قوم کی موجودہ حالت خدا کا سایہ ہے۔ بلکہ اسے دجل کہا۔ فرمایا: حضرت رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جس دجّال کی پیش خبریاں کی تھیں، وہ یہی عیسائیت کے متعلق پیشگوئیاں تھیں جو آج عیسائیت کے عروج کی صورت میں دُنیا میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ پس کیسی عظیم الشان حکمتِ عملی تھی کہ ایک ایسی حکومت کے سائے تلے جس کا ایک خاص مذہب تھا۔ اُن کو ناراض کئے بغیر اس کے مذہب پر شدید حملے کئے اور اسلام کا دفاع اس کے سائے میں اِس طرح کیا کہ اس کو کوئی عُذر نہ دیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسلام کے دفاع کی راہ میں حائل ہو سکے۔ یہ عظیم الشان سٹریٹیجی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ اور زیادہ نمایاں اور روشن ہوتی چلی جائے گی۔ اب اِسی پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غیرت کے تقاضے کے طور پر آپ نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر حملہ نہیں کیا۔ لیکن اُس تصوّر پر ضرور حملہ کیا ہے جس تصوّر کی خود عیسائی عبادت کرتے تھے۔ اور یہ بھی ایک ایسی عظیم الشان اور باریک تفریق ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بہت سے مُسلمان علماء خود بھی مشتعل ہوئے اور آج عیسائی دُنیا کو احمدیت کے خلاف مشتعل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مسیحؑ کے تصوّر کو دو حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک وہ تصوّر جو قرآن کریم پیش فرماتا ہے۔ اور اس کی اتنی تعریف کی کہ اس سے زیادہ تعریف آپ کے لئے حقائق کے اندر رہتے ہُوئے ممکن ہی نہ تھی۔ اور اس پہلو سے آپ نے اپنے آپ کو مثیلِ مسیح قرار دیا۔ اور مسیحیت کے سچے تصوّر کی آپ نے ایسی عظیم الشان تفسیر فرمائی ہے کہ جب آپ اس کو پڑھیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ پہلی دفعہ مسیحیت کی عظمت کا تصوّر اِنسان کے دِل پر قائم ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مسیحیت کی رُوح ہے جو نہ صرف ایک دفعہ ظاہر ہوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں جو رحمتِ عالم جاری ہوئی ہے اس میں بھی مسیحیت کی رُوح کی دُعاؤں اور التجاؤں کا دخل تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں بھی اسی رُوح کی دُعاؤں اور التجاؤں کا نتیجہ ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

آئندہ بھی یہ رُوح اپنے جلوے دِکھاتی رہے گی۔ اور وہ مسیح جس کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے، اس کا ایسا ادب آپ کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ ایسی اس سے محبت پائی جاتی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ

ایسا فطری اور رُوحانی تعلق ہے آپ کی ذات کو تھا

کہ ایک کو دُوسرے سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ اِس پہلو سے آپ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ پس وہ شخص جو مسیح کا ایسا اِحترام دِل میں رکھتا ہو اور مسیحیت کی ایسی معرفت رکھتا ہو کہ اِس سے پہلے کبھی مسیحیت کی حقیقت پر کسی نے ایسی روشنی نہ ڈالی ہو۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ مَیں اس کا مثیل ہُوں۔ وہ اُس کی ذات پر گندے حملے کیسے کر سکتا ہے۔ اِن بے وقوفوں کو یہ بات سمجھ نہ آئی۔ آپ نے جس بات پر حملہ کیا وہ بالکل اَور چیز تھی۔ جب حضرت رسُولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی ذات پر عیسائی پادری حملے کرتے تھے، اور نہایت گندے حملے کرتے اور نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے تھے تو اپنے دُکھ کو دُور کرنے کے لئے آپ نے یہ حکمتِ عملی اختیار فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مسیح جو قرآن کا مسیح ہے۔ جو حقیقت کا مسیح ہے وہ اِن تمام عیبوں سے پاک تھا جو تم اس کے متعلق بیان کرتے ہو۔

مگر تمہاری بائیبل تمہارے اپنے بیانات

تمہارے اپنے مؤرخین اس مسیح کے اندر یہ بد اخلاقیاں پاتے ہیں۔ اور اُن کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک دُرست نہیں ہیں۔ جن کا قرآنِ کریم نے ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن تمہاری اپنی کتابیں اس یسوع کو جس کی تم پُوجا کرتے ہو، جس کا کوئی حقیقی وجود نہیں۔ کیونکہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ اس فرضی یسُوع کو جس کی تم پُوجا کرتے ہو، خود اپنی تحریروں میں جس طرح دِکھا رہے ہو، ایک عام اِنسان کے اخلاق میں بھی اگر وہ باتیں پائی جائیں تو وہ اخلاق مجرُوح ہو جاتے ہیں۔ ایک انسان کو حق ہو جاتا ہے کہ پھر اُن پر طعن کرے۔ تو اس تصویر کو کیوں تم نہیں سمجھتے جو تم نے خود مسیح کی بنائی رکھی ہے۔ یہ تصویر خود داغدار ہے۔ اور اس تصویر کے ہوتے ہُوئے تمہیں کیا حق ہے کہ حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی شان میں حملہ آور ہو۔ آپ کی شان میں زبانِ گستاخی دراز کرو۔

یہ وہ مضمون تھا جس کی بہت بڑی تفصیل ہے۔ لیکن مَیں نے خلاصۃً آپ کے سامنے رکھا ہے کہ یہ حکمتِ عملی تھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ آپ نے مسیح کی ذات پر حملہ نہیں کیا۔ یسُوع، جس کو وہ خدا کا بیٹا کہتے تھے، جس کا کوئی وجود نہیں تھا، اُس کی شخصیت کے اس پہلو پر حملہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک، ایک فرضی پہلو تھا۔ لیکن مدِّ مقابل کے ایمان میں وہ ایک حقیقت تھی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اپنے عقائد کے مطابق، اپنے ایمان کے مطابق جس شخص کی تم عبادت کرتے ہو وہ ان نقائص سے پاک نہیں تھا اور اس کے باوجود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس پر حملہ کرنے کی جُرأت کرتے ہو۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں پھر مسلمان علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذات پر حملے کئے۔ اب آپ اکثر کتابیں جن میں حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو شدید گالیاں دی جاتی ہیں، آپ کی ذات پر گند اُچھالا جاتا ہے، پڑھ کر دیکھیں۔ آجکل بھی ایسا لٹریچر کثرت سے پاکستان میں بھی تقسیم ہو رہا ہے اور مغربی دُنیا میں بھی تقسیم ہو رہا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ

جہاں حضرت مسیح موعُود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سختی فرمائی ہے

عیسائیوں کے مقابل پر، وہاں ہمیشہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس کے دفاع میں سختی فرمائی ہے۔ اور یہ ظالم اس پر بھی حملہ کرتے ہیں۔ اِسی طرح آپ جو مناظرے کا کلام غیر احمدی علماء سے ہے۔ اس میں سے بہت سے اقتباسات پیش کر کے لوگوں کو آپ کے متعلق بدظن کیا جاتا ہے کہ آپ نے غلیظ زبان استعمال کی۔ آپ نے گالیاں دیں۔ آپ نے علماء کی شان میں نعوذ باللہ یہ یہ گستاخیاں کیں۔ (اُن کے قول کے مطابق)۔ وہ ساری تحریرات آپ پڑھ کر دیکھیں تو یہ اسی قسم کا حملہ دِکھائی دے گا جیسے آج مغربی دُنیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے قتال والے جہاد پر کرتی ہے۔ کہ دیکھو انہوں نے جہاد میں ایسی ایسی سختیاں کیں۔ وہ تیرہ سال مکّے کی مظلومی کے بھُول جاتے ہیں۔ جن میں مسلسل یکطرفہ حملے ہوتے چلے گئے۔ اور اتنے شدید مظالم ہُوئے کہ آج بھی ان مظالم کو پڑھتے ہُوئے اِنسان کا دِل خون ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کے حال کو چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی پڑھتے ہُوئے دِل کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے، اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے وہ تاریخ بنائی تھی۔ جنہوں نے مظلومیت کی وہ داستانیں اپنے خون سے تحریر کی تھیں۔ جو اُن ظلم کے تجربوں میں سے ہو کر گزرے تھے۔ اِس سارے زمانے کو بھُلا کر جب بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دفاع کی اجازت دی تو پھر اُس وقت کے دفاع پر یہ لوگ حملے کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد آپ سے آپ کے منکروں نے جو سلوک مسلسل کیا اور جس قسم کے ظالمانہ حملے آپ کی ذات پر کئے گئے وہ ایک لمبی تاریخ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب مثال کے طور پر، غیر احمدی علماء کے پیچھے، مکذّبین اور مکفّرین کے پیچھے احمدیوں کو نماز پڑھنے سے منع فرمایا، وہاں آپ نے مختصراً اس کا ذکر فرمایا ہے کہ اتنے سال ہو گئے ہیں، ۱۳ یا جتنے سال بھی گزرے، مجھے اِس وقت صحیح یاد نہیں، لیکن ایک لمبی مدت تھی، مُسلسل یہ لوگ میری ذات پر حملے کرتے چلے جاتے ہیں۔ میری تکفیر کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور مَیں صبر سے اس کو برداشت کرتا آیا ہوں۔ لیکن میرا ایک مقام ہے۔ اور جو مَیں نے اپنا نہیں بنایا، میرے خدا نے بنایا ہے۔ اور وہ وقت کے امام کا مقام ہے۔ وقت کے امام پر حملہ کرتے چلے جانا اور مُسلسل کلیۃً شرم کو بالائے طاق رکھتے ہُوئے جھُوٹ اور فریب سے کام لیتے ہُوئے اس کو اپنے مظالم کا نشانہ بناتے چلے جانا، ایک لمبے عرصے تک مَیں نے برداشت کیا۔ لیکن اب مَیں خُدا کی ہدایت کے تابع یہ اعلان کرتا ہُوں کہ

اِن مُکفّرین اور مُکذّبین کے پیچھے

جنہوں نے خُدا کے بنائے ہوئے اِمام کا اِنکار کر دیا ہے، تمہاری نمازیں اب جائز نہیں رہیں۔ کیونکہ یہ لوگ دُنیا کے بنائے ہُوئے امام ہیں۔ اور مجھے خُدا نے امام بنایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ لوگ جو دُنیا کے بنائے ہُوئے امام ہوں وہ خدا کے بنائے ہُوئے اِمام کا اِنکار کرنے کی تو جُرأت کریں لیکن وہ جو خدا کے بنائے ہوئے امام کو تسلیم کر چکے ہوں اور اُس پر ایمان لے آئے ہوں، وہ پھر بھی ان کے پیچھے اپنی نمازیں پڑھیں اور اُن کو اپنا امام تسلیم کرتے چلے جائیں یہ موازنہ آپ نے کر کے دِکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عقل کے خلاف بات ہے۔ غیرت کے خلاف بات ہے۔ ایمانی تقاضوں کے خلاف بات ہے کہ دُنیا کے امام تو خدا کے بنائے ہُوئے امام پر حملے کریں اور اُس کو رَدّ کر دیں۔ اور اس امام کے ماننے والے ان کو رَدّ کرنے کی جُرأت نہ کر سکیں۔ اور اُن کو اپنا امام تسلیم کرنے سے اِنکار نہ کر سکیں۔

یہ ہے اصل مضمون

جس کو سمجھنے کے بعد نمازیں نہ پڑھنے کا مسئلہ اور بعض دیگر اسی قسم کے مسائل سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اب اِس سارے پس منظر کو ایک طرف رکھتے ہُوئے، بالائے طاق رکھتے ہُوئے وہ دَور جو جہاد کا تھا، وہ تو گزر گیا لیکن اب ایک اَور شرُوع ہُوا ہے کہ حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اِس جہاد اور اِس جوابی کارروائی پر حملے شرُوع ہو گئے۔ پس انبیاء جب بھی غیروں سے جہاد کرتے ہیں تو پھر اُن کے جہاد پر بھی حملے ہُوا کرتے ہیں اور خُدا پھر ایسے بندے پیدا کرتا چلا جاتا ہے جو اِن حملوں کے جواب دیتے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ کے اُوپر دو ذمّہ داریاں ہیں۔

اوّلین ذمّہ داری یہ ہے کہ حضرت اقدس محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم کے جہاد پر جو حملے کئے گئے، حضرت مسیح موعُود علیہ السلام کی متابعت میں

ہم ان حملوں کے جواب دینے پر مسلسل مستعد رہیں۔ جہاں دنیا میں کوئی سلمان رشدی پیدا ہو، وہاں مسیح موعود (علیہ السلام) کے ہزاروں ایسے غلام کھڑے ہو جائیں جو اس کے حملوں کو رد کریں اور اسلام کے دفاع میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع میں اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لے آئیں اور کلیتۃً ان حملوں کو کچل کے اور ناکام اور نامراد بنا کے رکھ دیں۔

دوسرا پہلو ہماری ذمہ داری کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا کی محبت میں جو دفاعی کارروائیاں کیں، اور پھر ان کارروائیوں کو حملوں کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کے دفاع میں بھی ہم مستعد ہو جائیں اور ہمیشہ جس طرح کہ قرآن کریم فرماتا ہے: سرحدوں پر اپنے گھوڑے باندھے رکھیں جہاں حملہ ہو وہیں اس حملہ کا جواب دیں اور آج بڑی شدت کے ساتھ ان دونوں پہلوؤں سے احمدیوں کو دفاع کی ضرورت ہے اور دفاع پر تیار رہنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کرتے ہوئے خوب غور سے دیکھیں کہ وہ حکمت عملی کیا تھی جس کے تابع آپ نے غیروں سے مقابلے کئے ہیں۔ اور کیوں ان پر سختی کی۔ اور اس سختی کے اندر کون سی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ اور اس کے ساتھ اس لٹریچر کا بھی مطالعہ کریں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں ذکر ملتا ہے یا اس سے آشنا ضرور ہوں جس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس قدر سختی سے کام لیا۔ اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اسلام کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عظیم الشان دفاع کر دیا کہ اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا وہ حصہ پڑھ لیں تو

کوئی غیر اسلامی طاقت آپ پر غالب نہیں آسکتی۔

آپ نے ایسا خزانہ ہمارے سپرد کر دیا ہے علموں کا کہ جس علمی خزانے کے بعد آپ پر کسی اور علمی خزانے کی تلاش نہیں رہے گی۔ اسی پر آپ عبور حاصل کر لیں تو آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک عظیم الشان عالم بن کر ابھریں گے آپ کی شخصیت میں ایک حیرت انگیز علمی جلا پیدا ہو جائے گا پس دو پہلو بھی پیش نظر رکھیں اور احمدیت کے دفاع کا یہ پہلو بھی پیش نظر رکھیں ان باریک باتوں کو سمجھیں۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس ارشاد کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حد تک خدعہ سے کام لیا ہے جس خدعہ کی اسلام اجازت بلکہ تعلیم دیتا ہے اور وہاں پہنچ کر بعض دفعہ احمدی نادان بھی سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کیا بات ہے۔ یہ بہت ہوشیاری سے جواب دیا جا رہا ہے حالانکہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ جب غیروں کے ساتھ تیار قسم کا مجادلہ ہو رہا ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق مؤمن کو نہ صرف اجازت ہے بلکہ اس کے لئے فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے خدعہ سے کام لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اس ارشاد پر بعض جگہ حملے ہوئے۔ اس کثرت سے غیروں نے اس بات کو اچھالا کہ آپ جب پرانے متکلمین کا کلام پڑھتے ہیں تو وہاں یہ بات خاص طور پر آپ کو زیر بحث دکھائی دے گی کہ غیر حملہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو دھوکہ دہی کی اجازت دی اور یہ فرمایا کہ لڑائی میں دھوکے اور فریب سے کام لو۔ لڑائی میں ایسے بھی ہوا کرتا ہے۔ بعض نادانوں نے تو یہ سمجھ لیا کہ واقعۃً یہی تعلیم تھی اور بعض علماء نے اس کا دفاع فرمایا اور کہا کہ ہرگز یہ تعلیم نہیں تھی۔ اس کا اور مطلب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مناظروں میں جس حکمت عملی سے کام لیا ہے وہ بھی خدعہ ہے مگر اس خدعہ کو سمجھنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کوئی بھی ایسا کلام نہیں فرماتے تھے جس کی بنیاد قرآن میں نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس لفظ خدعہ کی تفسیر فرما دی ہے اور اسی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اشارہ تھا جسے نہ سمجھنے کے نتیجے میں غیروں نے بھی ٹھوکر کھائی اور اپنوں نے بھی غلطی کی یعنی بعض اپنوں نے بھی۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ۔ وہ اللہ تعالیٰ سے خدعہ کرتے ہیں اور یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ بھی ان سے خدعہ کرتا ہے۔ یُقَاتِلُوْنَ میں جس طرح ایک فریق نہیں ہوا کرتا بلکہ دو فریق ہوتے ہیں اور دونوں پر قتل کا عمل صادق آتا ہے۔ اسی طرح لفظ خدعہ کا تعلق یہاں صرف غیروں سے نہیں بنتا بلکہ خدا سے بھی بن جاتا ہے۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ وہ مخادعہ کر رہے ہیں یعنی دونوں طرف سے خدعہ ہو رہا ہے منافقین خدا سے بھی خدعہ کر رہے ہیں اور مؤمنوں سے بھی خدعہ کر رہے ہیں اور اسی طرح خدا منافقین سے بھی خدعہ کر رہا ہے اور مؤمن بھی منافقین سے خدعہ کر رہے ہیں۔ اب یہ وہ خدعہ ہے جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ۔ جب لڑائی ہوتی ہے تو پھر خدعہ سے کام لینا پڑتا ہے تو کیا خدا فریب کر رہا ہوتا ہے؟ خدا جھوٹ بول رہا ہوتا ہے نعوذ باللہ من ذالک خدا مکر سے کام لے رہا ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس خدعہ کو سمجھنا چاہیئے وہ خدعہ جو خدا کرتا ہے۔ وہ اول تو خدعہ کے جواب میں ہوتا ہے یعنی فریب کے جواب میں اور دھوکے کے جواب میں۔ وہ مؤمن اسی طرح جو خدعہ کرتے ہیں وہ بھی خدا کے اس خدعہ کے تابع ایک جوابی کارروائی کرتے ہیں۔ اور یہ جوابی کارروائی جھوٹ اور فریب سے پاک ہوتی ہے لیکن دشمن کے خدعہ کو اس پر الٹا دینا اس جوابی کارروائی کی روح ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے منافقین سے جو خدعہ کیا، اس کی تشریح قرآن کریم میں بہت سی جگہ ملتی ہے۔ یہاں بھی فرمایا کہ ــ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ــ یہ خدعہ تھا۔ ان کے دل میں مرض تھا۔ وہ اس مرض کو سمجھ نہیں رہے تھے اور خدا نے ان کو اپنے دھوکے میں اس طرح مبتلا کر دیا کہ ان کی لاعلمی میں وہ مرض بڑھتا چلا گیا اور جب وہ بڑھ کر ان کی ذات پر غالب آگیا تب ان کو پتہ لگا کہ وہ تو بالکل مغلوب ہو چکے۔ یہ خدا کا خدعہ ہے جس میں دشمن کی طاقت کو دشمن کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ باہر سے فریب کاری نہیں کی جاتی دشمن کو اپنی حالت میں، اپنی غفلت میں مبتلا رہنے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی بیماری خود اس پر غالب آجائے۔ اسی قسم کے خدعہ کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک روایت میں ملتی ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا جس طرح ہمارے ہاں ابھی بھی رواج ہے، دو ہاتھ سے ادب کے اور احترام کے اظہار کے طور پر مصافحہ کیا جاتا ہے اور سر بھی جھکایا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دو ہاتھ سے مصافحہ کیا اور اسی طرح ادب اور احترام کے رنگ میں اس کے سامنے تھوڑا سا سر بھی جھکایا۔ یعنی سر جھکانے کا ذکر تو نہیں ملتا مگر یہ ذکر ملتا ہے کہ بعینہٖ بالکل اسی طرح حضرت ابوبکرؓ نے اس سے سلوک فرمایا۔ ایک شخص جو دیکھ رہا تھا اور وہ دوسرے شخص کا حال جانتا تھا اس نے حضرت ابوبکرؓ سے اس کے جانے کے بعد مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نہیں جانتے کہ یہ شخص تو بڑا سخت منافق شخص تھا۔ یہ دھوکے سے آپ سے اس طرح کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: میں جانتا تھا جس طرح اس نے مجھ سے کیا، میں نے بھی تو اسی طرح اس سے کیا یعنی آپ نے اس کو دھوکہ نہیں دیا۔

آپ نے اس کو اپنے دھوکے میں مبتلا کر دیا۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر یہ اثر پڑے کہ میں بہت ہی نیک اور مخلص ہوں اور میں دل میں ان کے خلاف کوئی بغض نہیں رکھتا۔ آپ نے بالکل اسی کی کارروائی کو دہرایا ہے جوابی طرف سے دھوکہ نہیں بلکہ اخلاق کا تقاضا تھا کہ جس طرح کوئی شخص ملے اسی طرح اس سے ملیں لیکن جو اثر وہ آپ کی ذات پر پیدا کرنا چاہتا تھا اسکی ذات پر قائم ہوا اور وہ دھوکہ نہیں دے سکا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اس کے دل کا حال جانتے تھے۔ اور اگر مبتلا ہوا تو خود اپنے دھوکے میں

مبتلا ہو گیا۔

یہ ہے مؤمنوں کا خدعہ

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جہاں مناظروں میں خدعہ سے کام لیا ہے وہاں اسلامی خدعہ سے کام لیا ہے۔ اس خدعہ سے کام لیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور جس سے اللہ کام لیتا ہے اور اس کے بندے کام لیتے ہیں۔ اس بات کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں بعض دفعہ خود بعض احمدی بھی ان تحریروں کو پڑھتے ہیں اور پھر بعد میں پوچھتے ہیں کہ اچھا جی! یہ کیا ہوا۔ یہ کیا ہوا! دشمن نے جو چالیں چلیں، ان چالوں کو بغیر فریب کے، بغیر دھوکے کے دشمن پر الٹا دینا یہ وہ اسلامی خدعہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ اور آج کل اس کی ایک نئی شکل عام جسمانی جدوجہد میں بھی ہمیں نظر آنی شروع ہوئی ہے۔ وہ غالباً ہے تو پرانی شکل۔ لیکن آج کل دنیا میں بہت زیادہ معروف ہو رہی ہے۔ وہ مارشل آرٹس کہلاتی ہے۔ چین، جاپان اور کوریا وغیرہ میں خصوصیت سے

مارشل آرٹس

پر بڑا زور دیا جا رہا ہے۔ اور مارشل آرٹ اسلامی اصطلاح میں اس خدعہ کو کہہ سکتے ہیں، جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ یعنی دشمن کے فریب، دشمن کے حملے، دشمن کی طاقت کو اس کے اوپر الٹ دو۔ خواہ تم کمزور بھی ہو، اس صورت میں تم دشمن پر غالب آ سکتے ہو۔ چنانچہ جتنا فن آپ کراٹے وغیرہ میں مشاہدہ کرتے ہیں، اس کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ دشمن کی طاقت کو اس طرح اس پر الٹا دو کہ جس طرح آواز کی بازگشت آتی ہے اور باہر سے آتی ہوئی اپنے کانوں کو سنائی دیتی ہے حالانکہ وہ اپنے گلے سے نکلی ہوئی آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح دشمن کی طاقت کی بازگشت دشمن کو مغلوب کر دے۔ یہ وہ فن ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وقت میں نہ صرف کمال دکھایا بلکہ حیرت انگیز معجزے دکھائے۔ اس طرح دشمن کو اس کے اپنے مکر و فریب کے ذریعے مغلوب کیا ہے کہ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کے نظارے سامنے آتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پہلو ہے جو پوری طرح ہماری جماعت کے پیش نظر رہنا چاہیئے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے مطالعہ کے وقت آپ کی ذات سے پوری طرح واقف نہیں ہو سکتے۔

دوسرا پہلو ہے بغیر اس مقابلے کے آپ کی اپنی اندرونی شخصیت کو سمجھنا۔ یہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے یہ پاک نصیحت والے مجادلے کے ذریعے دکھائی دیتا ہے۔ میں نے جس طرح بیان کیا تھا کہ انبیاء دو طرح سے اپنے مقاصد کو ادا کرتے ہیں۔ ایک غیروں سے مقابلے کی شکل میں اور اس مقابلے کے وقت غیروں کو پھر کئی قسم کے حملوں کا موقعہ مل جاتا ہے کیونکہ لڑائی لڑائی ہے، اس میں مقابلے بھی ہوتے ہیں اس میں سختیاں بھی ہوتی ہیں۔ اس میں خدعہ سے بھی کام لینا پڑتا ہے جس قسم کی میں نے تعریف کی ہے اس کی روشنی میں تو اس طرح پھر غیر دوبارہ حملے کرتے ہیں۔ انبیاء اور مرسلین کی ایک شخصیت یہ ہے جو غیروں سے مقابلہ نہیں کر رہی ہوتی بلکہ محض خدا کی ذات کے حسن کو اپنی ذات میں ظاہر کر رہی ہوتی ہے اور منعکس کر رہی ہوتی ہے۔ اس کے کلام سے، اس کی گفتار سے اس کے کردار سے خدا کے جمال کی شان دکھائی دیتی ہے۔ پس پہلا حصہ جلال سے تعلق رکھتا ہے، انبیاء کا دوسرا پہلو جمال سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شخصیت کو اگر آپ نے سمجھنا ہے تو دشمن کے مقابل پر لڑتے ہوئے نہ دیکھیں بلکہ نیک نصیحت کے ذریعے وہ پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے دیکھیں جو انبیاء کی آمد کا اولین مقصد ہوا کرتا ہے۔ وہ تمام تحریرات جیسی ملفوظات میں ہمیں ملتی ہیں یا آپ کی کتب میں قرآن کریم کے مضامین پر روشنی پڑتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی احادیث کی معرفت کا بیان آتا ہے خدا تعالیٰ کی ذات اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات سے محبت کا بیان ہے یا عموماً سادہ الفاظ میں مگر بڑے طاقتور الفاظ میں پاک نصیحتیں ہیں، ان کو آپ پڑھیں، تو بالکل ایک نئی شخصیت آپ کے سامنے ابھرتی ہے۔ وہ اصل انبیاء کی شخصیت ہوا کرتی ہے۔ مقابلے کے وقت کی شخصیت میں دشمن کے ہتھیاروں کا استعمال اور دشمن کی طرز عمل کسی حد تک مقابلے میں منعکس ہونا ضروری ہوا کرتی ہے اور اس کے ذریعے اصلی بنیادی کردار صحیح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مثلاً ایک جگہ لڑائی میں ایک دشمن اگر یکطرفہ کارروائی کرتے ہوئے کیمیائی ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دے یا جراثیمی ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دے۔ ایسی حکومت جو بنیادی طور پر اس بات کی قائل نہ بھی ہو، اس کا اخلاقی معیار اس بات سے بلند ہو کہ کیمیاوی ہتھیار استعمال کرے یا جراثیمی ہتھیار استعمال کرے وہ اپنے دفاع پر مجبور ہو گی۔ پس دشمن کے ہتھیار استعمال کرنے کی بعض دفعہ انبیاء کو ضرورت پیش آتی ہے اور قرآن کریم اس قسم کے دفاع کا حق دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ان کی اپنی شخصیت ظاہر نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ دشمن کی شخصیت کے بعض پہلو مجبوراً منعکس ہو رہے ہوتے ہیں۔ دفاعی جنگوں میں ہر جگہ آپ کو یہی چیز دکھائی دے گی لیکن اس کے باوجود ایک فرق ہوتا ہے۔ وہ تو بڑا نمایاں فرق ہے لیکن بعض کمزور انسان اس فرق کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے اس کی وضاحت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور تمام دیگر انبیاء کی ایک دوسری شخصیت بھی ہے جو خدا کی صفات کو اپنی ذات میں ظاہر کرے

خدا کی صفات کو اپنی ذات میں سمو کر اسکی جلوہ گری کی شخصیت ہے

وہ انبیاء کے کلام میں دکھائی دیتی ہے۔ ان کے کردار میں دکھائی دیتی ہے۔ اس میں ملائمت پائی جاتی ہے۔ اس میں نرمی ہے۔ اس میں باد صبا کا سا رنگ ہے جو پھول کھلاتی ہے۔ جو گلستانوں پر بہار لے آتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کو آپ پڑھیں تو بے اختیار دل آپ کی محبت میں اچھلنے لگتا ہے اور بے اختیار انسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال پر فریفتہ ہونے لگتا ہے۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے اور نئی نسلوں کو خصوصیت سے اس کلام سے روشناس کرانا ضروری ہے۔ ورنہ یہ پہلو اگر نظر انداز ہو گیا تو آپ صحیح معنوں میں اسلام کے حسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے اہل نہیں بن سکیں گے۔ مجادلہ تو آپ ان تحریروں سے سیکھ سکتے ہیں جو مناظرانہ تحریریں ہیں لیکن دلوں کو فتح کرنے والی تحریریں اور ہیں۔ وہ یہی تحریریں ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں جہاں پاک نیک نصیحت ہے جہاں فطرت اپنے طبعی حسن کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق کا پیوند اتنا نمایاں طور پہ دکھائی دینے لگتا ہے کہ کوئی شخص اگر وہ تعصب سے اندھا نہ ہوا ہو، ضرور اس حسن کو دیکھ کر اس سے مرعوب ہو گا۔ اس کے نتیجے میں اس کے دل میں محبت پیدا ہو گی۔

الفضل میں

میں جو مطالعہ آج کل کر رہا ہوں، اس پہلو سے سب سے زیادہ حسین چیز مجھے یہی دکھائی دیتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے اقتباسات کو چن کر پہلے صفحے پر شائع کیا جاتا ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدا رسیدہ شخصیت نمایاں ہوتی ہے اور با خدا بنانے والی شخصیت نمایاں ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اقتباسات تو ہر جگہ کتابوں میں موجود ہیں لیکن جس عمدگی کے ساتھ وہ انتخاب کیا گیا ہے، اس سے تمام دنیا کی جماعتوں کو استفادہ کرنا چاہیئے اور جتنی زبانوں میں بھی جماعت احمدیہ کے اخبارات یا رسائل شائع ہو رہے ہیں، ان میں وہ اقتباسات شائع کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ انتخاب جہاں تک میں نے غور کیا ہے، بہت پر حکمت انتخاب ہے اور بہت سے ایسے اقتباسات بھی چنے گئے ہیں جو آج کل کے مسائل پر خصوصیت سے روشنی

ڈالنے والے ہیں۔ پہلے اگر اس معاملے میں کچھ غفلت ہوئی ہے تو اب تو اس سے
صرف تازہ اقتباسات کو اپنی اپنی زبانوں میں ترجمہ کرکے اپنے اخبارات میں
شائع کرنا چاہیئے بلکہ پرانے اقتباسات میں سے بھی اس حد تک انتخاب
کریں جس حد تک اب اپنے رسائل میں ان کو سمو سکتے ہیں اور اس پہلو سے
تمام دنیا کی مختلف زبانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شخصیت
نمایاں کرکے پیش کرنی چاہیئے۔ تمام دنیا کے احمدیوں کی تربیت کے لئے
یہ نہایت ضروری ہے۔ انگریزوں کا حق ہے کہ انگریزی زبان میں بھی حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے اقتباسات کا ترجمہ ہو۔ افریقنوں کا
حق ہے کہ ان کی زبانوں میں یہ ترجمے ہوں اور یوگوسلاوینز کا حق ہے کہ ان
کی زبانوں میں یہ ترجمے ہوں۔ غرضیکہ دنیا کی ہر زبان میں اس قسم کے اقتباسات
کے ترجمے بہت ضروری ہیں کیونکہ دشمن نے دوسری قسم کی تحریرات پر
حملے شروع کئے ہوئے ہیں اور اس پہلو سے دنیا میں غلط فہمی پیدا
کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ساری دنیا سے جہاں سے
اطلاعیں آرہی ہیں، معلوم ہو رہا ہے کہ بعض مسلمان حکومتوں کے روپے
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے جہاد پر حملہ ہو رہا ہے اور ان تحریرات کو خصوصیت سے نمایاں
کرکے دکھایا جا رہا ہے جن میں درشتی اور سختی دکھائی دیتی ہے۔ اس کے
مقابل پر جب یہ تحریریں احمدیوں کی نظر میں آئیں گی اور وہ اپنے دوسرے
بھائیوں کے سامنے پیش کریں گے تو یہ تحریریں اپنی ذات میں ایک دفاع ہیں،
ان میں اتنی قوت ہے۔ ایسی گہری صداقت پائی جاتی ہے کہ کوئی انسان
جس میں کوئی شرافت کا شائبہ بھی ہو اور حق پرستی سے کوئی تعلق بھی
رکھتا ہو وہ ان تحریروں کو پڑھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی نے تکلف
سے اکھوٹ سے بنائی ہوئی ہیں۔ ان کے اندر سچائی کا ایک حسن ہے جو
اپنی ذات میں ایک چمک رکھتا ہے۔ ہیرے جواہر کی چمک نہیں ہے لیکن وہ دوسری
روشنی کی چیزوں سے روشنی پا کر چمکا کرتے ہیں۔ وہ منعکس کرنے والی چیزیں
ہیں۔

سچی تحریروں میں ایک ذاتی روشنی پائی جاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تحریروں میں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں، ایک ذاتی
قوت اور ایک ذاتی روشنی پائی جاتی ہے جس کو کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں۔ اپنی ذات
میں وہ چمکتی ہے۔ اس پہلو سے ایسی تحریرات کو کثرت کے ساتھ احمدیوں میں روشناس
کرانا، نئی نسلوں میں روشناس کرانا اور پھر احمدیوں کے ذریعے غیروں میں روشناس
کرانا موجودہ دور کی حکمت عملی کا اولین تقاضا ہے۔ آپ کے سامنے الفضل کی ساری
تحریریں پڑھنی تو ممکن ہی نہیں لیکن الفضل نے خود بھی تو بہت تھوڑے تھوڑے
سے انتخابات کئے ہوئے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملفوظات تو کئی
جلدوں میں پھیلی پڑی ہیں۔ ان کا آپ مطالعہ کر کے دیکھیں۔ ایک ایک صفحہ پر آپ کو ایسی
حیرت انگیز چکاچوند کرنے والی سچائی کی روشنیاں دکھائی دیں گی اور

دلوں کو مغلوب کرنے والی

اور اپنی محبت میں مبتلا کرنے والی تحریریں ملیں گی کہ کوئی شریف فطرت انسان ان کو
پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے متاثر ہوئے بغیر
نہیں رہ سکتا اور یہ فیصلہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا کی طاقت سے بولنے والا انسان ہے
اس کی روح کو خدا کی روح سے پیوند ہے اور یہ دنیا کا انسان نہیں ہے جس کی زبان
سے یا جس کے قلم سے یہ کلام جاری ہو رہا ہے۔ ایک حرف تحریر میں پڑھتا ہوں، کس رنگ
میں آپ نے باریک بینی سے نفس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ایک صاحب
عرفان انسان ہی ایسی باتیں دیکھ سکتا ہے۔ ایک جھوٹے کو یہ توفیق نہیں مل سکتی کہ اپنی
خوابوں میں بھی ایسی باتیں سوچے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امّارہ، ایک لوّامہ اور ایک تیسرا مطمئنہ۔
پہلی حالت میں تو صُمٌّ بُکْمٌ ہوتا ہے کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے
امّارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے ......"

اب آپ دیکھیں کہ دنیا کے اکثر انسانوں کی یہی حالت ہے۔ وہ دنیا طلبی میں، دنیا کی لذتوں

میں، ان کے حصول میں، ایسے محو، ایسے گم ہے کہ ان کو کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ ان کی زندگی
کیسی بسر ہو رہی ہے، کیوں بسر ہو رہی ہے، کون ان کا رخ ہے، کس جہت میں آگے بڑھ
رہے ہیں؟ وہ اپنی ذات کی فوری ضروریات میں محو اور ان ضروریات کے حصول کے لئے
کوشاں اور دنیا طلبی سے اس قدر مرعوب ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان کو گرد و پیش کی اور
کسی انسانی جذبے کی ہوش ہی نہیں رہتی۔ ان کی تمام زندگی مطلب پرستی میں گزر رہی
ہوتی ہے اور ان کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں تو اپنے جھوٹ
کا نہیں پتہ لگتا۔ بدکرداری کر رہے ہوتے ہیں تو بدکرداری کا پتہ نہیں لگتا۔ ظلم اور تعدی
سے کام لے رہے ہوتے ہیں تو اس کی ہوش نہیں ہوتی۔ آپ فرماتے ہیں، ان کی حالت
صُمٌّ بُکْمٌ کی ہوتی ہے۔ اب آپ دیکھیں۔ صُمٌّ بُکْمٌ میں آپ نے اس پہلو پر
کتنی عظیم الشان روشنی ڈال دی کیونکہ آپ نے یہ اصطلاح قرآن کریم سے مستعار لی
ہے۔ قرآن کریم ایسے لوگوں کے متعلق جن پر کوئی نصیحت اثر نہیں کر سکتی جو اپنی بد
کرداریوں پر پختہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ
یہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ ہیں۔ یہ بہرے اور گونگے ہیں* کہ خدا تعالیٰ یہ فرما رہا ہے
کہ قیامت کے دن یہ خدا کے سامنے نہیں جائیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم تو فرماتا
ہے کہ ہر چیز خدا کی طرف لوٹائی جائیگی۔ یَرْجِعُوْنَ سے یہاں مراد ہدایت کی طرف
لوٹنے کا معاملہ ہے۔ یہ لوگ نور اور روشنی کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ ہر چیز دراصل
نور سے نکلی ہے۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوا ہے۔ اپنی اس فطرت کی پاکیزہ حالت
کی طرف نہیں لوٹیں گے، یہ مراد ہے۔ پس صُمٌّ بُکْمٌ کہہ کر آپ نے اس ساری
حالت کا نقشہ کھینچ دیا۔ ان لوگوں کا جو نفس امّارہ کے غلام ہو چکے ہیں۔ اب آج کل
کے علماء کو دیکھ لیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور جماعت احمدیہ پر
حملے کرتے ہیں۔

پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے

سب جانتے ہیں کہ سراسر جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ہر احمدی کے اوپر جو مقدمہ
بنایا جاتا ہے وہ سارا جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے۔ تمام گواہیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ تمام
قصہ ہی جھوٹ کا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے احمدی جو اس موقعے پر موجود ہی نہیں ہوتے
جہاں کوئی جرم ہوا ہے یا جہاں کوئی واقعہ گزرا ہے۔ ان کو دور نزدیک سے سمیٹ
کر اس جگہ حاضر کر دیتے ہیں اپنے بیانات میں اور جانتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے
ہیں* پتہ ہی کچھ نہیں۔ یہ حالت اس کے سوا ہو نہیں سکتی کہ صُمٌّ بُکْمٌ ہوں۔ پس حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دو لفظوں میں ان کے سارے نقشے کھینچ دیئے
کہ ان بیچاروں کو اپنی حالت کی خبر ہی کوئی نہیں۔ جو مرضی کرتے پھریں۔ قوم تباہ
ہو رہی ہے، ہر قسم کی برائیوں کا شکار ہو رہی ہے۔ جھوٹ، زنا، فساد، ظلم، سفاکی
ایک دوسرے کو قتل کرنا، بچوں کا اغوا کرنا یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں لیکن اگر دیکھنے
والی آنکھیں ہی نہ ہوں یا سننے والے کان نہ ہوں تو کسی آدمی کو کیا پتہ کہ کیا
ہو رہا ہے؟

جہاں تک علماء کا تعلق ہے ان کا یہی حال ہے۔ کوئی ردّ عمل نہیں ہے۔ بالکل
خاموش اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح وہاں کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ صرف احمدیت
ہو رہی ہے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ پس ان لوگوں کو آپ کیا ہدایت دیں گے۔ یہ نفس امّارہ
کے پوری طرح غلام بن چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے
بعد فرماتے ہیں:

"... کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے۔ امّارہ جدھر چاہتا ہے
لے جاتا ہے ....."

اپنے نفس کے غلام بنے ہوئے اس کے ہاتھ میں نکیلیں دیئے ہوئے جدھر وہ
چاہتا ہے۔ ان کو ہانکے پھرتا ہے اور ان لوگوں کو کچھ پتہ ہی نہیں لگتا۔

"... اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو معرفت کی ابتدائی حالت
میں لوّامہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے۔
گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پوری طہارت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا ......" یہ
وہ حالت ہے جس پر مومنین اپنی ابتدائی حالت میں پائے جاتے ہیں اور جماعت
احمدیہ کی اکثریت کی میں یہی حالت دیکھ رہا ہوں۔ یہ نہیں کہ وہ گناہوں سے
پاک ہو چکے ہیں۔ سب سے پہلی نعمت جو احمدیت عطا کرتی ہے وہ
اپنے نفس کا شعور ہے۔ کثرت کے ساتھ لکھوکھہا کی تعداد میں ایسے

٭ اور اندھے ہو چکے ہیں فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ یہ نہیں لوٹیں گے بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں

٭ اور انکے باوجود مباہلے کر رہے ہیں کہ ہم سچے ہیں اور تم جھوٹے ہو دن رات جھوٹ بول رہے ہیں

احمدی موجود ہیں، جو باوجود اس کے کہ بعض پہلوؤں سے گناہوں میں ملوث ہیں لیکن گناہ کا شعور پیدا ہو چکا ہے اور اپنے نفس کی معرفت کا شعور پیدا ہو چکا ہے۔ بے چین رہتے ہیں، کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان گناہوں سے چھٹکارہ حاصل کریں۔ دعائیں کرتے ہیں اور دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں۔ یہ لوّامہ کی کیفیت ہے جو خوش نصیبوں کو ملا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ تم نے احمدیت میں داخل ہو کر جو پایا ہے وہ یہ نہیں پایا کہ تم ہر طرح سے روحانیت سے سیراب ہو چکے ہو بلکہ احمدیت تمہیں اس شفاف چشمے کے کنارے پر لے آئی ہے جہاں اگر تم آگے قدم بڑھاؤ اور ہاتھ آگے بڑھا کر چلو بھر بھر کے پانی پینا چاہو تو تمہیں اس بات کی توفیق مل سکتی ہے لیکن یہ تمہیں خود کرنا ہو گا۔ اس لئے نفسِ لوّامہ پیدا کرنا یہ ایمان کا پہلا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے، جماعت کی بھاری اکثریت کو نفس لوامہ عطا ہو چکا ہے لیکن لوّامہ ایک ایسا نفس نہیں جس پر آپ ٹھہرے رہیں اور اس پر ٹھہرنے کے نتیجے میں آپ کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ یہ ایک سفر کی عارضی منزل ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"…… مگر پوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا۔ نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آجاتی ہے کہ یہ مطمئنہ کے رنگ میں آجاتا ہے اور پھر گناہوں سے جو نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پالیتا ہے اور ان سے بچتا ہے اور نیکیاں اس سے بلا تکلف صادر ہونے لگتی ہیں۔ پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لوّامہ کی حالت پیدا ہو اور گناہ کی شناخت ہو۔ گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے۔ جو اس کو شناخت نہیں کرتا، اس کا علاج نبیوں کے پاس نہیں ہے……"

کیسا عظیم کلام ہے! کیسا عارفانہ کلام ہے! دنیا کا کوئی حریف النفس انسان اس تحریر کو پڑھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کسی دجّال کی تحریر ہے خدا پر جھوٹ بولنے والے کی تحریر ہے۔ قرآن کی گہری معرفت کے نتیجے میں یہ تحریر پیدا ہوئی ہے۔ اس کی جڑیں قرآن میں پیوستہ ہیں چنانچہ قرآن کریم نے جو فرمایا: صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (سورۃ البقرہ آیت ۱۹ و آیت ۷) یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمادیا۔ فرمایا: اے محمدؐ! جو نبیوں کا سردار ہے جس سے بڑی نبوت کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ یہ جو صم بکم عمی لوگ ہیں تیرے لئے برابر ہے چاہے ان کو نصیحت کر، چاہے نہ نصیحت کر، یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ نبیوں کے پاس ان کا علاج نہیں۔ اس کی بنیاد قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ نبیوں کے سردار کے پاس بھی ان کا علاج نہیں۔ جب تک اس حالت سے نکل کر لوّامہ کی حالت میں نہیں آتے اس وقت تک کوئی علاج ممکن نہیں ہے اور لوّامہ کی حالت میں آنے سے پہلے اپنے نفس کی بیداری ضروری ہے۔ اپنے گناہوں کا شعور ضروری ہے فرمایا:-

"……جو اس کو شناخت نہیں کرتا اس کا علاج نبیوں کے پاس نہیں ہے۔ نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے کہ اول اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بری مجلس اور بری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے……"

اپنی بد حالت کو پاتو لے کہ ہے کیا۔ اپنے نفس کی معرفت حاصل کرنا شروع کرے اور جب یہ شروع کرے گا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بڑی لمبی منازل ہیں اس سفر میں۔ ایک تہہ کے پیچھے دوسری گناہ کی تہہ نظر آئے گی۔ دوسرے گناہ کے پیچھے تیسرے گناہ کی تہہ نظر آئے گی۔ ظلمات کے پردے دکھائی دیں گے جو انسان کے نفس پر پڑے ہوتے تھے۔ پس جس کو خدا عمی کہتا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ایک ہی پردہ ہے آنکھ پر جس کو آپ اتار کر پھینک دیں تو نظر روشن ہو جائے گی۔ عملاً بہت سے پردے ہوتے ہیں اور ہر عارف باللہ اس مضمون میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے تو اس کی نظر تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس کے ایک پردے کے پیچھے جب اس کو دوسرا اندھیرے کا پردہ دکھائی دیتا ہے تو پھر وہ اس کو دور کرتا ہے۔ پھر وہ تیسرے پردے کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ بالآخر تمام پردے جب صاف ہو جائیں تو وہ نفس مطمئنہ پانے والا وجود بن جاتا ہے کامل روشنی کا وجود کہ اس کی آنکھ کے سامنے کوئی میل باقی نہیں رہتی۔ فرمایا:

"……اول اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بری مجلس اور بری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے……؟

یہ احمدیوں کے لئے ایک بہت ہی ضروری بات ہے۔ جب ان کے دل میں پاک تبدیلی پیدا ہو تو وہ لوگ جن کے دل میں پاک تبدیلی پیدا نہیں ہوتی، طبعی طور پر ان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی مجلسوں میں ان کو لطف نہیں رہتا۔ جب اپنی حالت گندی ہوتی ہے اور جہالت کی ہوتی ہے تو ایسی بدمجلسوں سے وہ لطف اٹھاتے ہیں جہاں تنقیدیں ہو رہی ہیں، جہاں تمسخر ہو رہے ہیں، جہاں ٹھٹھے ہو رہے ہیں۔ پاک لوگوں پر گندی زبانیں کھولی جارہی ہیں۔ وہ بیٹھے رہتے ہیں، مجلسیں سنتے رہتے ہیں۔ جب اپنے نفس کا حال ان پر روشن ہونے لگتا ہے۔ اپنی گندگیوں سے آگاہ ہونے لگتے ہیں تو گناہ سے وہ نفرت پیدا ہوتی ہے جو ان کے اندر نیا شعور پیدا کر دیتی ہے پھر یہ مجلسیں ان کو اچھی نہیں لگتیں۔ تکلیف دینے لگ جاتی ہیں کیونکہ اپنے اندر وہ ایسی ہی کمزوریاں پا رہے ہوتے ہیں جن کمزوریوں پر دوسرے ٹھٹھا اڑاتے ہیں۔ ……" اس کا یہی کام ہونا چاہیئے کہ جہاں تک بن پڑے۔ جیسے ایک مریض کا علاج ہوگا وہ اس طبیب کے پاس رہے اور جو کچھ وہ اس کو بتاوے اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو۔ دیکھو بیمار جب کسی طبیب کے پاس جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ طبیب کے ساتھ ایک مباحثہ شروع کردے بلکہ اس کا فرض یہی ہے کہ وہ اپنا مرض پیش کرے اور جو کچھ طبیب اس کو بتائے اس پر عمل کرے اس سے وہ فائدہ اٹھائے گا۔ اگر اس کے علاج پر جرح شروع کردے تو فائدہ کس طرح ہوگا۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۴۹-۲۵۰)

پس یہ ایک پہلو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے کھولا ہے لیکن اس مضمون پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت کچھ تحریر فرمایا ہے اور کئی قسم کے علاج ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تحریروں کا مطالعہ کریں جن میں آپ بغیر کسی مدمقابل کے نفس امارہ کو مدمقابل رکھ کر پاک نصیحتوں کے ذریعے ہمارا علاج کرتے ہیں اور آپ کا سچا اندرونی فطری حسن بے اختیار ان تحریروں سے چھلکنے لگتا ہے اور ہر سعید فطرت انسان اس قطعی یقین تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ شخص خدا کی زبان سے کلام کرنے والا ہے۔ اس کا پیوند خدا کی ذات سے ہے۔ ان تحریروں کو پڑھ کر آپ میں اور آپ کی اولاد میں نئی پاکیزگی پیدا ہوگی اور بدیوں سے مقابلے کی نئی طاقت عطا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا:- عزیز منصور احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان کے والد محترم مقبول احمد صاحب آف جمشید پور قلبی عارضہ میں مبتلا ہیں بعدہ فالج کا بھی حملہ ہوا گھر کے لوگ سخت پریشان ہیں۔ موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا نہایت بصیرت افروز

پیغام

کیرلہ کے ERNAKULAM مقام پر اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ بات میرے لئے بہت خوشی کا باعث ہے کہ ۱۸ فروری کو آپ ERNAKULAM میں اپنا اجتماع منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ مبارک کرے اور ہر لحاظ سے اسے کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ اللہ کے فضل سے کیرلہ کو بعض تاریخی فخر حاصل ہیں اور یہ ہندوستان کی جماعت میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ کیونکہ یہاں باقی صوبوں کی نسبت احمدیت کے پیغام کو زیادہ قبول کیا گیا سوائے اڑیسہ کے جس کا نمبر اس لحاظ سے بہرحال پہلا ہے۔ آپ کے اس علاقہ میں قبولیت کی بجر روپیلی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پوری طرح استفادہ نہیں ہوسکا۔ اور بعد میں کچھ سستی واقع ہوگئی۔ اللہ اس کیفیت کو اب دور کر دے اور پہلے سے زیادہ تیزی اور ہمہ گیری کے ساتھ اس علاقہ میں احمدیت کا پیغام پھیلنے لگے۔

خدام الاحمدیہ جماعت کا صحت اور جسمانی توانائی کے لحاظ سے سب سے زیادہ فعال حصہ ہیں۔ اگر یہ اپنے بزرگوں کی نصیحت اور ہدایت کے نیچے چلیں تو بزرگ ان کے دماغ کا کام دے سکتے ہیں۔ اور یہ بزرگوں کے لئے دل کی طرح سارے جسم کو توانائی بخش سکتے ہیں۔ اس طرح ایک وجود کی طرح باہم مشورہ اور تعاون سے کام کریں تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیرالہ میں بہت بڑا پاکیزہ اور روحانی انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ لوگ وہاں جلد از جلد بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے کی سعادت پائیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور خدمت کے مقاماتِ محمود سے سرفراز فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع

ضروری اطلاع

"بدر" کے قارئین کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ نگران بورڈ ہفت روزہ بدر کے فیصلہ کے مطابق یکم امان (مارچ ۱۹۹۰ء) سے ۱۶ صفحات کی بجائے ۱۲ صفحات پر بدر شائع ہوا کرے گا۔ ——— (ایڈیٹر)

وفات

افسوس! محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ آج مورخہ ۲۲ ۲ کو ساڑھے چار بجے شام انتقال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مفصل رپورٹ بعد میں دی جائے گی۔ (ایڈیٹر)

درخواست دعا

عزیز لیئق احمد عارف مقیم بمبئی کو سکوٹر سلپ ہو جانے سے بازو اور ٹانگ پر چوٹ آئی ہے۔ فریکچر ہو جانے کی وجہ سے ڈاکٹر نے پلستر لگا دیا ہے جو ۱½ ماہ بعد کھلے گا۔ عزیز موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ محمود احمد عارف ناظر بیت المال خرچ قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۹ء بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ راشدہ رحمٰن سلمہا بنت محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ رضی اللہ عنہ کے نکاح کا اعلان عزیزم مکرم محمد صلاح الدین سعدی صاحب ابن مکرم محمد فیروز الدین انور صاحب ساکن کلکتہ کے ساتھ بمبلغ ۱۰۰۰۰/- (دس ہزار) روپے حق مہر کے عوض فرمایا۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادم خاص حضرت شیخ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کے بھانجے اور خود بھی حضور علیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ اس بات کو فخر سے بیان کیا کرتے تھے کہ میری پرورش تو حضور علیہ السلام ہی کے مقدس گھر میں ہوئی اور میرا گوشت اور پوست سب اسی مقدس خاندان کا مرہونِ احسان ہے۔ عہد درویشی میں امارت اور ناظر اعلیٰ کے فرائض نہایت خوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق آپ نے برنی کے ایک مخلص خاندان میں دوسری شادی کی۔ اور موجودہ ساری اولاد آپ کی اسی اہلیہ سے ہے۔ اور جس بچی کا نکاح ہے وہ آپ کی دوسری اور چھوٹی بیٹی ہے۔

عزیز محمد صلاح الدین سعدی سلسلہ کے مبلغ ہیں۔ اور یہ بھی کلکتہ کے نہایت مخلص احمدی خاندان کے فرد ہیں۔ ان کے دادا محترم حاجی منشی محمد شمس الدین صاحب مرحوم کلکتہ کے امیر بھی رہے ہیں۔ اور اب اُن کے والد کو بھی اللہ تعالیٰ کلکتہ میں مختلف خدماتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق دے رہا ہے۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور اسلام و احمدیت کے لئے ہر لحاظ سے باعث برکات و رحمت اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین ——— (ایڈیٹر)

ضروری اعلان بابت فارم اصل آمد

دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کی طرف سے بھارت کے تمام موصی و موصیات کے فارم اصل آمد بذریعہ ڈاک و انسپکٹران بیت المال آمد بھجوائے جا چکے ہیں۔ لیکن اکثر احباب کی طرف سے تاحال فارم مکمل ہو کر واپس نہیں آئے۔ لہٰذا موصی احباب سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے فارم اصل آمد فوراً مکمل کرکے دفتر ہذا کو بذریعہ سیکرٹری مال بھجوا دیں۔ ملاحظہ ہو قاعدہ ۶۹

"ہر موصی کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ سالانہ فارم اصل آمد حسب نمونہ جدول درج پُر کرکے دفتر کو بھجوائے۔ فارم اصل آمد نہ آنے کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اختیار ہوگا کہ مناسب تنبیہہ کے بعد موصی کو بقایا دار قرار دے کر موصی کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کرے جو منسوخی وصیت بھی ہوسکتی ہے۔"

موصی حضرات کو علم ہونا چاہیئے کہ جب تک فارم پُر ہو کر واپس نہیں آجاتا کھاتہ مکمل نہیں ہوسکتا اور حساب کو آخری شکل نہیں دی جاسکتی۔ بعض ایسے موصی صاحبان بھی ہیں۔ جن کی طرف سے کئی کئی سال سے فارم اصل آمد مکمل ہو کر واپس نہیں آئے۔ ایسے موصی صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔ اگر ایسے موصی صاحبان کی زندگی میں یا بعد از وفات کسی قسم کی مشکلات پیش آئیں تو اس کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

رمضان المبارک اور چندہ تحریک جدید

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مرتبہ پھر ہماری زندگیوں میں ماہ رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ مقبول عبادات اور قربانیاں بجالانے کی سعادت عطا فرمائے ۔ آمین

تحریک جدید کے آغاز سے ہی ہر سال ۲۷ رمضان المبارک کو درس قرآن کریم کے اختتام پر خلیفہ وقت اور احباب جماعت خاص طور پر اجتماعی دعا ان مجاہدین تحریک جدید کے لئے کرتے ہیں۔ جو اس سے پہلے چندہ تحریک جدید ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا نمایاں اضافہ سے چندہ تحریک جدید رمضان المبارک سے قبل جلد از جلد ادا کر کے حضور انور کی خصوصی دعاؤں سے حصہ پاکر عنداللہ ماجور ہوں۔

تحریک جدید عالمگیر فتح اسلام کے لئے جہادِ کبیر صدقہ جاریہ اور تاریخی نوعیت کی قربانی ہے۔ تحریک جدید کے ہر مجاہد کا نام ادب و احترام سے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

فوت شدہ افراد کا چندہ تحریک جدید ان کے ورثا ادا کریں۔ جن کا چندہ تحریک جدید ادا ہو جائے ان کے نام جلد از جلد دفتر تحریک جدید قادیان کو بھجوا دیئے جائیں تاکہ یہ نام حضور انور کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے جائیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

زود جام عشق -/۱۰۰ حبوب عنبر الممرا -/۵۰ روپے

اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) روشن کاجل

تریاق معدہ حب جدوار

-/۸ -/۱۵ -/۲۰

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
(درثمین)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر ۶۲۹۹۴۴۳

AUTOWINGS

آٹو ونگس

15-SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-600004
PHONE No. 76360.
74350.

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش { عبد الرحیم و عبد الرؤف ۔ مالکان حمیدیہ ساڑی مارٹ
صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

YUBA
QUALITY FOOTWEAR

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

(پیشکش)

باغی لیو لیمرز۔ کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:۔ 43-4028-5137-5206

ضروری اعلان

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مورخہ ۲۲/۹ کو قادیان میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ متعدد مقامات پر بطور مبلغ آپ تقرر رہے ہیں اور بطور ناظر ہندوستان کے مختلف مقامات پر سالانہ جلسوں وغیرہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے جاتے رہے ہیں۔ احباب کی خدمت میں تاکیداً گذارش ہے کہ موصوف کی سیرت پر واقعاتی لحاظ سے روشنی ڈالیں اور مہربانی کرکے اخبار بدر میں اپنے تاثرات بھجوائیں۔

خاکسار:- ملک صلاح الدین قائم مقام امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان۔

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی

۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6. LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES } OFFICE:- 275475
RESI:- 273903

اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ

(اپنے بھائی کو ہدایت کرو!)

AZ

MOHAMMAD RAHMAT

PHONES:- C/o 393238. / 893518.

SPECIALIST IN ALL KINDS OF

TWO WHEELER MOTOR VEHICLES

45, B. PANDUMALI COMPOUND

DR. BHADKAMKAR MARG.

BOMBAY - 400008.

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA — PHONE:- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ارشاد نبوی ؐ

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لا، تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (مہاراشٹر)

قائم ہو پھر سے حکم محمدؐ جہان میں ۞ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR. OLD CHAKALA

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES } OFFICE:- 6348179
RESI:- 6289389 } BOMBAY - 400099.

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا

(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)

(حدیث نبوی)

RABWAH WOOD INDUSTRIES

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS

DEALERS IN:- TIMBER TEAK POLES, SIZES, FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM.

(KERALA)

مقامِ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبتِ رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱ براہینِ احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۵۹۸)

طالبانِ دعا } محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ہارون احمد۔
پسرانِ مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم کلکتہ۔

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ { کرسن احمد گوتم احمد اینڈ برادرس بستی کاسٹ جیون ڈریسنر۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر :- شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے۔" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اُوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کے سپلائر اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔" (کشتی نوح)

پیشکش :-

ROYAL AGENCY

PRINTERS, BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.

CANNANORE - 670001. PHONE No. 4498.

HEAD OFFICE :- P.O. PAYANGADI

(KERALA) PIN. 670303

PHONE NO. 12.

"پندرھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے۔" (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

(پیشکش)

SARA Traders,

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.

SHOE MARKET, NAYA PUL,

HYDERABAD - 500002. PHONE :- 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے!

(پتہ)

نمبر ۴-۲/۴/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا)

(فون نمبر :- ۴۲۹۱۶)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS

Lucas TVS

AUTHORISED DISTRIBUTORS

AMBASSADOR - TREKKER

BEDFORD - CONTESSA

AUTHORISED DEALERS

PERKINS P3, P4, P6, P5, 354

AUTOTRADERS,

آٹو ٹریڈرز

16 - MANGOE LANE,

CALCUTTA - 700001.

"AUTOCENTRE"

۱۶ مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

تار کا پتہ :-

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

ٹیلیفون نمبرز :- 28-5222 اور 28-1652

"ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۰-۱۱)

NIR®

CALCUTTA - 15.

پیش کردہ :-

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!